

وَلَقْدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا ثُوَسْوُسُ بِهِ نَفْسُهُ

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسکے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عمال الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جو ناگری

ق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قرآن پاک کی سات منزلوں کی تفصیل:

جن سورتوں کو مفصل کی سورتیں کہا جاتا ہے ان میں سب سے پہلی سورت یہی ہے۔

حضرت اوس فرماتے ہیں میں نے صحابہ سے پوچھا کہ تم قرآن کے حصے کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے کہا:

۔ پہلی تین سورتوں کی ایک منزل (۲-۳)

۔ پھر پانچ سورتوں کی ایک منزل (۴-۵)

- (۱۰-۱۲) پھر سات سورتوں کی ایک منزل
- (۲۵-۲۷) پھر نو سورتوں کی ایک منزل
- (۳۶-۳۸) پھر گیارہ سورتوں کی ایک منزل
- (۳۹-۴۰) پھر تیرہ سورتوں کی ایک منزل
- اور مفصل کی سورتوں کی ایک منزل۔

یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔

پس پہلی چھ منزلوں کی کل ازتالیس سورتیں ہوئیں۔

پھر ان کے بعد مفصل کی تمام سورتوں کی ایک منزل تو اچاسویں سورت یہی سورہ ق پڑتی ہے۔

مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو واقع^{رض} سے پوچھا کہ عبید کی نماز میں رسول اللہؐ کیا پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا سورہ ق اور سورہ اقربت الساعۃ۔

حضرت ام ہشام بنت حارثؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سورہ ق رسول اللہؐ زبانی سن سن کر یاد کر لی اس لئے کہ ہر جو کے دن جب آپ لوگوں کو خطبہ سنانے کے لئے منبر پڑاتے تھے تو اس سورت کی تلاوت کرتے۔

الغرض بڑے بڑے مجھ کے موقع پر جیسے عبید ہے جمود ہے اللہ کے رسول اس سورت کی تلاوت کرتے کیونکہ اس میں ابتداء خلق کا مرنے کے بعد چیز کا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا حساب و کتاب کا جنت و دوزخ کا اٹواب و عذاب کا اور غربت و ذرا و کاذکر ہے۔

حرف ق کے بارے میں روایات:

ق وَالْفُرْآنُ الْمَجِيدُ (۱)

ق، بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے۔

ق حروف جا سے ہے جو سورتوں کے اول میں آتے ہیں جیسے ق، ن، حم، طس وغیرہ، تم نے ان کی پوری تحریک سورہ بقرہ کی تفسیر کے شروع میں کر دی ہے۔

علی بن ابی طلحہ جو روایت حضرت ابن عباسؓ سے کرتے ہیں اس میں ہے کہ ق اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

حضرت مجاهد فرماتے ہیں ق بھی مثل ص، ن، حم، طس، الہ، وغیرہ کے حروف جا میں سے ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کام کا فیصلہ کر دیا گیا قسم ہے اللہ کی۔ اور ق کہہ کر باقی جملہ چھوڑ دیا گیا۔

پھر اس کرم اور عظمت والے قرآن کی قسم کھاتی جس کے بارے میں فرمان ہے:

لَا يَأْتِيهِ الْبَطْلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (41:42)

جس کے آگے سے یا پیچے سے باطل انہیں سکتا جو حکمتوں اور تحریفوں والے رب تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اس قسم کا جواب کیا ہے؟ اس میں بھی کافی اقوال ہیں۔

امام ابن حجریر نے تو بعض عجوں سے اقل کیا ہے کہ اس کا جواب قد علمنا ... ہے۔

لیکن یہ بھی غور طلب ہے بلکہ جواب قسم کے بعد کا مضمون کلام ہے یعنی نبوت اور دوبارہ جی اٹھنے کا ثبوت اور تحقیق کو قسم افظuoں سے اس کو جواب نہ تلاٹی ہوا یا قرآن کی قسموں کے جواب میں اکثر ہے جیسے کہ سورہ ص کی تفسیر کے شروع میں گزر چکا ہے اسی طرح بہاں بھی ہے۔

بَلْ عَجِيبُوا أَنْ جَاءُهُمْ مُنذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ (۲)

بلکہ انہیں تعجب ہوا کہ اتنے پااس انہیں میں سے ایک ۲۶ گاہ کرنے والا آیا تو کافروں نے کہا یہ
ایک عجیب چیز ہے۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اس بات پر تعجب ظاہر کیا کہ انہیں میں سے ایک انسان کیسے رسول بن گیا؟
جیسے اور آیت میں ہے:

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أُوحِيَنَا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنذِرَ النَّاسَ (۱۰:۲)

کیا لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ تم نے انہیں میں سے ایک شخص کی طرف اپنی وحی بتی ہی کہ تو لوگوں کو
ہوشیار کر دے۔

یعنی دراصل یہ کوئی تعجب کی چیز نہ تھی اللہ جسے چاہے فرشتوں میں سے اپنی رسالت کے لیے چن لیتا ہے اور جسے چاہے
انسانوں میں سے چن لیتا ہے۔

أَنِّدَا مِنْتَأْ وَكُلَّا ثُرَابًا ذُلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ (۳)

کیا جب ہم مرکملی ہو جائیں گے۔ یہ پھر زندہ کیا جانا دراز عقل ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد کے جینے کو بھی تعجب کی نظرؤں سے دیکھا اور کہا کہ جب ہم
مر جائیں گے اور ہمارے جسم کے اعضا، جدا جدا ہو کر بیرونیہ ہو کر مٹی ہو جائیں گے اس کے بعد اسی بیانت و ترکیب
میں ہمارا دوبارہ جینا محال ہے۔

قُدْ عِلِّمْنَا مَا تَنْفَصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ...

زَمِينٌ جُوَكِجَاهَانِ مِنْ سَهْنَاتِي هَبَ وَهَبَ مَعْلُومٌ هَبَ

اُنکے جواب میں فرمان صادر ہوا کہ زمین اُنکے جسموں کو جو کھاتی ہے اس سے بھی ہم غافل نہیں؛ ہمیں معلوم ہے کہ اُنکے ذرے کہاں گئے اور کس حالت میں کہاں ہیں؟

... وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَقِيقَةٌ (٤)

اوْهَارَنَّا بِپَاسِ كِتَابٍ هَبَ سَبِ يَا درَكَشَنَّا وَالِيٰ

ہمارے پاس کتاب ہے جو انکی محافظت ہے ہمارا علم ہے جو اسکو شامل ہے اور ساتھ ہی کتاب میں محفوظ ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یعنی اُنکے کوشت پھر۔ ہڈیاں اور بال جو کچھ زمین کھا جاتی ہے ہمارا علم میں ہے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءُهُمْ فَهُمْ فِي أُمْرٍ مَرِيجٍ (٥)

بلکہ انہوں نے بھی بات کو جھوٹ کہا ہے جب کہ وہ اُنکے پاس پہنچ چکی بس وہ ایک الجھاؤ میں پڑ گئے۔

پروردگار ان کے اس محال تجھنے کی اصل وجہ بیان فرمرا رہا ہے کہ دراصل یہ حق کو جھلانے والے لوگ ہیں اور جو لوگ اپنے پاس حق کے آجائے کے بعد اس کا انکار کر دیں ان سے بھلی تجوہ چھپ جاتی ہے۔

مریج کے معنی ہیں مختلف مضراب مکابر اور خالہ ملط کے جیسے فرمان ہے:

إِنَّمَا لَفِي قُولِ مُخْلِفٍ

يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أَفْلَكَ (٩-٥١:٨)

یقیناً تم ایک بھلے کی بات میں پڑے ہوئے ہو۔ قرآن کی پیروی سے وہی رکتا ہے جو بھلانی سے پھردا یا گیا ہے۔

اِیک سے بڑھ کر ایک قدرت کا نمونہ:

یا لوگ جس چیز کو ناممکن خیال کرتے تھے پروردگار عالم اس سے بہت زیادہ بڑھنے چڑھتے ہوئے ہوئے اپنی قدرت کے نمونے سامنے رکھ رہا ہے۔

أَفَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ

كَيْمَانُوْنَ لَعَلَّ سَمَانَ كَوَافِنَ اوْ پِرْغَنَيْنَ دِيكَهَا؟

فَوْقُهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَاهَا

كَهْنَمَ نَعَسَ كَسْ طَرَحَ بَنَيَا هَبَ اور زَيَّنَتْ دَهِيَ هَبَ؟

وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ (۶)

اس میں کوئی شگاف نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ۲ سال کو دیکھو اسکی بناوٹ پر غور کرو اس کے روشن ستاروں کو دیکھو اور دیکھو کے استثنے پر ۲ سال میں ایک سوراخ ایک چھیدا ایک شگاف ایک دراز نہیں چنانچہ سورہ تارک میں فرمایا:

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَابًا مَا ثَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَقْوُتٍ فَارْجِعُ الْبَصَرَ هُلْ ثَرَى
مِنْ فُطُورٍ

ثُمَّ أَرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَتَتْنِينَ يَنْقُلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِيًّا وَهُوَ حَسِيرٌ (4-67:3)

اللہ وہ ہے جس نے سات ۲ سال اور تین پیدا کئے تو اللہ تعالیٰ کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ کیجئے کہ تو پھر کاہ دال کر دیکھ لے کہیں تھیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ پھر بار بار غور کر کے دیکھ تیری ٹکاہ نامراہ اور عاجز ہو کر تیری طرف لوٹ ۲ نے گی۔

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَا هَا وَالْقِنْتَا فِيهَا رَوَاسِيٌّ وَأَنْ ...

اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے اور اس میں ہم نے پہاڑ دال دیئے ہیں

... بَعْثَا فِيهَا مِنْ كُلَّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (۷)

اور اس میں ہم نے قسم قسم کی خوشناچیزیں اگادی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور بچھا دیا اور اس میں پہاڑ جما دیئے تاکہ ہل نہ سکے کیونکہ وہ ہر طرف سے پانی سے گھری ہوئی ہے اور اس میں ہر قسم کی کھیتیاں پھل بڑے اور قسم قسم کی چیزیں اگادیں جیسے اور جگہ ہے:

وَمَنْ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنَ لِعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (51:49)

ہر چیز کو ہم نے جو زیور پیدا کیا تاکہ تم صحیح و عبرت حاصل کرو۔

بھیج کے معنی خوش مظفر خوش نہا بار واقع۔

تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ (۸)

تاکہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بیہائی اور دانائی کا ذریعہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۲ سال و زمین اور انکے علاوہ قدرت کے اور نشانات دانائی اور بیہائی کا ذریعہ ہیں ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے ذر نے والا اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔

وَنَرَّلَنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَبْثَنَّا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ (۹)

اور ہم نے ۲ سال سے ہا رکت پانی بر سایا اور اس سے باغات اور کئنے والے غلے پیدا کئے۔

وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعُ نَضِيْدٍ (۱۰)

اور سمجھوروں کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے نفع دینے والا پانی آسمان سے بر سار کراس سے باغات بنائے اور وہ سمجھتیاں ہیں کیس جو کافی جاتی ہیں اور جن کے انداز کھلیاں میں ڈالے جاتے ہیں اور اوپنے اوپنے سمجھوروں کے درخت اگاہ دینے جو بھر پور میوں سے لاتے ہیں اور لد سر جتے ہیں۔

رُزْقًا لِلْعِبَادِ ...

بندوں کی روزی کے لئے

وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتَةً كَذَلِكَ الْخُرُوجُ (۱۱)

اور ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قبروں سے نکلا ہے۔

یہ مخلوق کی روزیاں ہیں اور اسی پانی سے ہم نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا وہ اپنے ہاتھ میں کی اور خشکی کے بعد تروتازہ ہو گئی اور چھیل سو کئے میدان سر بہر ہو گئے یہ مثال ہے موت کے بعد دوبارہ جی ایجھنے کی اور ہلاکت کے بعد آباد ہونے کی یہ نشانیاں جنہیں تم روزمرہ دیکھ رہے ہو کیا تمہاری رہبری اس امر کی طرف نہیں کرتیں کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے زندہ کرنے پر قادر ہے۔ چنانچہ اور آیت میں ہے:

خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (40:57)

آسمان و زمین کی پیدائش انسانی پیدائش سے بہت بڑی ہے۔

اور آیت میں ہے:

**أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْنِي بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُخْنِي
الْمَوْتَى بَلِى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (46:33)**

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کر دیا اور انکی پیدائش سے نہ تھکا کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے؟
بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

**وَمَنْ ءاَيَتْهُ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا المَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَّتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَهَا
لِمُحْىِ الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (41:39)**

تو دیکھتا ہے کہ زمین بالکل بخیک اور بخیر ہوتی ہے آسمان سے برسات ہر ساتھ ہیں جس سے وہ اہلہا نے اور پیداوار اگا نے لگتی ہے کیا میری قدرت کی یہ نشانی یہیں بتلاتی کہ جس ذات نے اسے زندہ کر دیا وہ مردودوں کے زندہ کرنے پر بخیک و شہر قادر ہے یقیناً وہ تمام ترجیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔

نبیوں کی بخندیب کرنے والی قومیں بتاہ ہوئیں:

كَذَّبُتْ قَبْلَهُمْ قَوْمٌ ثُوِّحْ وَاصْحَابُ الرَّسُّ وَثَمُودُ (۱۲)

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور رسالوں نے اور شودیوں نے

وَعَادٌ وَفَرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ (۱۳)

اور عادیوں اور فرعون نے اور برادران لوط نے

الله تعالیٰ اہل مکہ کو ان عذابوں سے ذرا رہا ہے جو ان جیسے جھٹلانے والوں پر ان سے پہلے آپکے ہیں جیسے قوم نوح جنمیں اللہ تعالیٰ نے پانی میں غرق کر دیا اور اصحاب رس جنکا پورا واقعہ سورہ فرقان کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور شہود اور عاد اور امتحات لوط جیسے زمین میں وحشنا دیا اور اس زمین کو سڑاہوا لدل بنادیا۔

پس کیا تھا؟

ان کے کفر اگلی سرکشی اور خیافت حق کا تیجہ۔

وَاصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ ثَبَّعْ ...

اور ایک والوں اور تن کی قوم نے بھی بخندیب کی تھی۔

اصحاب ایک سے مراء قوم شعیب ہے اور قوم تبع سے مراء بیانی ہیں۔ سورہ دخان میں انکا واقعہ بھی گزر چکا ہے اور وہیں انکی پوری تفسیر ہے۔

... كَذَّبَ الرَّسُّلَ فَحَقَّ وَعِيدٌ (۱۴)

سب نے پیغمبروں کو جھٹلانا پس میرا وعدہ عذاب ان پر صادق گیا۔

ان تمام امتوں نے اپنے رسولوں کی بخندیب کی تھی اور عذاب الٰہی سے بلاک کر دیجیے گئے۔ یہی عادت اللہ تعالیٰ جاری ہے۔ یہ یاد رہے کہ ایک رسول کو جھٹلانے والا تمام رسولوں کا مکر ہے۔ جیسے اللہ جل و علا کا فرمان ہے:

كَذَّبُتْ قَوْمُ ثُوِّحَ الْمُرْسَلِينَ (26:105)

قوم نوح نے رسولوں کا انکار کیا

حالانکہ یاس صرف حضرت نوح ہی آئے تھے۔

پس دراصل یہ تھے ایسے کہ اگر انکے پاس تمام رسول آ جاتے تو یہ سب کو جھلاتے ایک کو بھی نہ مانتے سب کی مکملیت کرتے۔ ایک کی بھی تصدیق نہ کرتے۔

ان سب پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا وعدہ انکے کرتو تو سب کی وجہ سے ثابت ہو گیا اور صادق ۲ گیا۔ پس اہل مکہ اور ویگر خاطب لوگوں کو بھی اس بد خصلت سے پر ہیز کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ عذاب کا کوڑا ان پر بھی برس پڑے۔

أَفْعَيْنَا بِالْخُلُقِ الْأَوَّلِ ...

کیا پس تم پہلی بار کے پیدا کرنے سے تھک گئے؟

... بَلْ هُمْ فِي لِنْسٍ مَّنْ خُلِقَ جَدِيدٌ (۱۵)

بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں۔

کیا جب یہ کچھ دیتے ان کا رجادنا ہم پر بھاری پڑے؟ جواب دوبارہ پیدا کرنے کے مکمل ہو رہے ہیں ابتداء سے تو اعادہ بہت ہی آسان ہوا کرتا ہے جیسے فرمان ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَبْدِأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَانُ عَلَيْهِ (30:27)

ابتداء اسی نے پیدا کیا ہے اور دوبارہ بھی وہی اعادہ کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

سورہ لیں میں فرمان الہی جل جلالہ گزر پچاک:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَتَسْوِي خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحِبُّ الْعَظَمَ وَهِيَ رَمِيمٌ

فَلْ يُحِبِّهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (79-36:78)

اپنی پیدائش کو بھول کر تمارے سامنے ملیں یا ان کرنے لگا اور کہنے لگا ان بوسیدہ سڑی گلی بلدیوں کو کون زندہ کرے گا؟

تو جواب دے کر وہ جس نے انہیں اول بار پیدا کیا اور جو تمام خلق کو جانتا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے:

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يُؤْدِينِي إِنْ آدَمَ يَقُولُ: لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأْنِي. وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقَ بِأَهْوَانَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے نبی آدم ایسا ادا تا ہے کہتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے کچھ آسان نہیں۔

اللہ کا علم و قدرت انسان کی شرگ سے زیادہ قریب ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَتَعْلَمُ مَا ثُوَسْوُسُ بِهِ نَفْسُهُ ...

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسکے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں فرمایا ہے کہ وہی انسان کا خالق ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہاں تک کہ انسان کے دل میں جو بڑے بھلے خیالات پیدا ہوتے ہیں انہیں بھی وہ جانتا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَجَوَّزُ لِأَمْتَيِّ ما حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَقُلْ أَوْ تَعْمَلْ

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل میں جو خیالات آ گئیں ان سے درگزر فرمایا ہے جب تک کہ وہ زبان سے نہ کالیں یا عمل نہ کریں۔

... وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (۱۶)

ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

اور ہم اسکی رگ جان سے سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں یعنی ہمارے فرشتے اور بعضوں نے کہا ہے ہمارا علم ہے۔
اگری غرض یہ ہے کہ کہیں حلول اور انتہاد لازم آ جائے جو بالا جماعت اس رب کی مقدس ذات سے بعید ہے اور وہ اس سے بالکل پاک ہے۔ لیکن لفظ کا اتفاقاً یہ نہیں ہے اس لئے کہ **وَالْأَنْبِيَاءُ بَلَدُ وَنَحْنُ** کہا یعنی میں نہیں بلکہ ہم کہا ہے۔
یہی لفظ اس شخص کے بارے میں کہے گئے ہیں جس کی موت قریب آ گئی ہو اور وہ نزع کے عالم میں ہوا فرمان ہے:

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنَّ لَا يُبَصِّرُونَ (56:85)

ہم تم سب سے زیادہ اس سے قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے۔

یہاں بھی مراد فرشتوں کا اس قدر قریب ہونا ہے جیسے فرمایا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا النُّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفَظُونَ (15:9)

ہم نے ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اسکے محفوظ ہیں۔

فرشته ہی ذکر قرآن کریم کو لے کر نازل ہوئے ہیں اور یہاں بھی مراد فرشتوں کی اتنی نزدیکی ہے جس پر اللہ نے انہیں قدرت بخش رکھی ہے۔

إِذْ يَتَّلَقُ الْمُتَّلَقِيَانَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيدٌ (١٧)

جس وقت کہ وہ یمنے والے لیتے جاتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدِيهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (١٨)

انسان کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

پس انسان پر ایک چوکا فرشتے کا ہوتا ہے اور ایک شیطان کا۔ اسی طرح شیطان بھی جسم انسان میں اسی طرح پھرتا ہے جس طرح خون بیسے پھوٹ کے چچ اللہ کے نبی نے فرمایا ہے۔ اسی لئے اس کے بعد ہی فرمایا کہ دو فرشتے جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں وہ تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں۔ ابن آدم کے مذہ سے جو کلمہ لکھتا ہے اسے محفوظ رکھنے والے اور اسے نہ چھوڑنے والے اور فوراً لکھ لینے والے فرشتے مقرر ہیں۔ جیسے فرمان ہے:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَفَظَيْنَ - كَرَامًا كَتَبِينَ -

يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (١٠) 12-82:

تم پر حافظ ہیں بزرگ فرشتے جو تمہارے فعل سے باخبر ہیں اور لکھنے والے ہیں۔

مند احمد میں ہے:

إِنَّ الرَّجُلَ لِيَكْلُمُ بِالْكَلْمَةِ مِنْ رَضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يَظْنُ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغْتُ يَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ
بَهَا رَضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ

وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيَكْلُمُ بِالْكَلْمَةِ مِنْ سَخْطِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يَظْنُ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغْتُ، يَكْتُبُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
بَهَا سَخْطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ

انسان ایک کلمہ اللہ کی رضا مندی کا کہہ گزرتا ہے جسے وہ کوئی برا اجر کا کلمہ نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے اپنی رضا مندی اسکے لئے قیامت تک لکھ دیتا ہے اور کوئی کلمہ برائی کا ناراضی رکب کا اسی طرح بے پرواٹی سے کہہ گزرتا ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی اس پر اپنی ملاقات کے دن تک کی لکھ دیتا ہے۔

حضرت علقمؑ فرماتے ہیں اس حدیث نے مجھے بہت سی ہاتوں سے بچالیا۔

امام ترمذی اسے حسن بتلاتے ہیں۔

احفظ بن قمیں فرماتے ہیں دائیں طرف والا بیکیاں لکھتا ہے اور یہ بائیں طرف والے پرایم ہے۔ جب بندے سے کوئی خطاب ہو جاتی ہے تو یہ کہتا ہے تھبہ جا اگر اس نے اسی وقت توبہ کر لی تو اسے لکھنے نہیں دیتا اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو وہ لکھ لیتا ہے۔ ابن ابی حاتمؓ امام حسن بصریؓ اس آیت کی تلاوت کر کے فرماتے تھے:

اے ابن آدم تیرے لئے صحیح کھول دیا گیا ہے اور دو بزرگ فرشتے جو پر مقرر کردیجئے گئے ہیں ایک تیرے دانے دوسرا پائیں۔ وائیس والا تو تیری عجیبوں کی حفاظت کرتا ہے اور باہمیں طرف والا برا نبیوں کو دیکھتا رہتا ہے اب تو جو پا ہے عمل کر کی کریا زیادتی کر جب تو مرے کا تو یہ فخر لپیٹ دیا جائے گا اور تیرے ساتھ تیری قبر میں رکھ دیا جائے گا اور قیامت کے دن جب تو اپنی قبر سے اٹھے گا تو یہ تیرے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُلَّ إِنْسَانَ أَلْزَمَهُ طَائِرَةٌ فِي عَنْقِهِ وَخُرُجٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْ شُورَا

اَفَرَا كَتَبَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الِيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا (17:13-14)

هر انسان کی شامت اعمال ہم نے اسکے لگے کا دی ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے سامنے نامہ اعمال کی ایک کتاب ڈال دیں گے جسے وہ کھلی ہوتی پائے گا۔ پھر اس سے کہیں گے کہ اپنی کتاب پڑھ لے ۲۱ جن تو خود ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔

پھر حضرت حسنؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اس نے براہی عدل کیا جس نے خود تجھے ہی تیرا محاسبہ نہادیا۔

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ...

موت کی سخت یقیناً پیش ہے گی۔

... ذُلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحْيِدُ (۱۹)

یہی ہے جس سے توبہ کرتا پھرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان موت کی بے ہوشی یقیناً ۲۱ نے گی اس وقت وہ ٹھیک دور ہو جائے گا جس میں ۲۱ جن کل وہ بتتا ہے۔ اس وقت تجھے سے کہا جائے گا کہ یہی ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا اب وہ ۲۱ گی تو کسی طرح اس سے نجات نہیں پاس کتا رہ سکتا ہے نہ اسے روک سکتا ہے نہ اسے دفع کر سکتا ہے نہ اسکا ہے نہ مقابلہ کر سکتا ہے نہ کسی کی مدد و سفارش پکھ کام ۲۱ کرنی ہے۔

صحیح یہی ہے کہ یہاں خطاب مطلق انسان سے ہے کو بعضوں نے کہا ہے کافر سے ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں اپنے والد کے آخری وقت میں آپؐ کے سرہانے بیٹھی تھی۔ آپؐ پڑھتی طاری ہوتی وہی نے یہ بیت بڑھا:

مِنْ لَابِرَالْ دَمْعَهِ مَقْنَعًا فَالَّهُ لَا يَدْمُرُهُ مَدْفُوقٌ

جس کے ۲۱ نسوخہ ہوئے ہیں وہ بھی ایک مرتبہ پیک پڑیں گے۔

اور روایت میں بیت کا پڑھنا اور صد ایق اکبرؓ کا یہ فرمانا مردی ہے کہ یوں نہیں بلکہ یہ آیت پڑھو۔

صحیح حدیث میں ہے کہ حضور پر جب موت کی خوشی طاری ہونے لگی تو اپنے چہرے مبارک سے پیسہ پوچھے جاتے اور فرماتے جاتے:

سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمَوْتَ لِسَكْرَاتٍ

سبحان اللہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔

اس آیت کے پچھلے جملے کی تفسیر و مطرح کی گئی ہے ایک تو یہ کہ موصول ہے یعنی یہ وہی ہے جسے تو بعد میں جانتا خواہ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں مَا نَافَيْهُ ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ یہ وہ چیز ہے جسکے مدد اکرنے کی وجہ سے بچنے کی قیمت قدرت نہیں تو اس سے بہت نہیں ممکن۔

بیکم کبیر طبرانی میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں:

مَثَلُ الَّذِي يَفْرُثُ مِنَ الْمَوْتِ مَثَلُ الْأَعْلَبِ تَطْلُبُهُ الْأَرْضُ بَدِينُ، فَجَاءَ يَسْعَى حَتَّى إِذَا أَعْيَى وَأَسْهَرَ
نَخَلَ جُحْرَةً وَقَالَتْ لَهُ الْأَرْضُ: يَا أَعْلَبُ، دَيْنِي. فَخَرَجَ وَلَهُ حُصَاصٌ، فَلَمْ يَزُلْ كَذَلِكَ حَتَّى
تَقْطَعَتْ عَلَفَةً وَمَاتَ

اس شخص کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس اور میں جیسی ہے جس سے زمین اپنا قرضہ طلب کرنے لگی اور یہ اس سے بھاگنے لگی۔ بھاگتے بھاگتے جب تھک گئی اور بالکل پچکنا چور ہو گئی تو اپنے بھت میں جا کر کی زمین چونکا وہاں بھی موجود تھی اس نے اور میں سے کہا لا میرا قرض تو یہ دہاں سے پھر بھاگی سائنس پیشوala ہوا تحاصل برداشت رہا تھا ۲۴ خریونی بھاگتے بھاگتے بے دم ہو کر گئی۔

الفرض جس طرح اس اور میں کی راہیں بند تھیں اسی طرح انسان کو موت سے بچنے کے راستے بند ہیں۔

وَلَفْخٌ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ (۲۰)

اور صور پیشونک دیا جائے گا۔ وعدہ عذاب کا دن یہی ہے۔

صور پیشونک جانے کی کی پوری تفسیر والی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں:

كَيْفَ أَلْعَمْ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدْ الثَّقَمَ الْقَرْنِ، وَحَتَّى جَبَّهَهُ، وَأَنْتَظَرَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ
میں کس طرح راحت و آرام حاصل کر سکتا ہوں حالانکہ صور پیشونکے والے فرشتے نے صور مدنیں لے لیا ہے اور گردن
جھکائے حکم الٰہی کا انتخاہ کر رہا ہے کہ کب حکم ملے اور کب وہ پیشونک دے۔

صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔ اپنے کہا کہو:

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعْمَ الْوَكِيل

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کار ساز ہے۔

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ (۲۱)

اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ہمراہ لانے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ تو میدانِ محشر کی طرف لانے والا ہوگا اور ایک فرشتہ اسکے اعمال کی گواہی دینے والا ہوگا۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس آیت کی تلاوت مخبر پر کی اور فرمایا ایک چلانے والا جس کے ہمراہ یہ میدانِ محشر میں آیا گا اور ایک گواہ ہو گا جو اس کے اعمال کی شہادت دے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں سائق سے مراد فرشتہ ہے اور شهید سے مراد عمل ہے۔

ابن عباسؓ کا قول ہے سائق فرشتوں میں سے ہوں گے اور شہید سے مراد خداوندان ہے جو اپنے اوپر اپ گواہی دے گا۔

لَقَدْ كُنْتَ فِي غُفْلَةٍ مِنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاعَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (۲۲)

یقیناً تو اس سے غفلت میں تھا لیکن ہم نے تیرے سامنے سے پردہ ہٹا دیا پہلی آج تیری لگاہ بہت تیز ہے۔

اس آیت میں جو خطاب ہے اس کی نسبت تین قول ہیں:

. ایک تو یہ کہ یہ خطاب کافر سے ہو گا۔

. دوسرا یہ کہ اس سے مراد عام انسان ہیں نیک بد سب

. تیسرا یہ کہ اس سے مراد رسول اللہ ہیں۔

دوسرے قول کی توجیہ یہ ہے کہ آخرت اور دنیا میں وہی نسبت ہے جو بیداری اور خواب میں ہے۔

اور تیسرا قول کا مطلب یہ ہے کہ تو اس قرآن کی وحی سے پہلے غفلت میں تھا ہم نے یہ قرآن نازل فرمائی تیری آنکھوں پر سے پردہ ہٹا دیا اور تیری نظر قوی ہو گئی۔

لیکن الفاظ قرآنی سے تو ہر ہبھی ہے کہ اس سے مراد عام ہے یعنی ہر شخص سے کہا جائے گا کہ تو اس دن سے غافل تھا اس لئے کہ قیامت کے دن ہر شخص کی آنکھیں خوب کھل جائیں گی یہاں تک کہ کافر بھی استقامت پر ہو جائے گا لیکن یہ استقامت اسے لٹک نہ دے گی جیسے فرمان باری ہے:

أَسْمَعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَلْتُو نَّا (19:38)

جس روز یہ تمارے پاس آ کیں گے خوب دیکھتے سننے ہوں گے۔

اور آجت میں ہے:

وَلَوْ تَرَى إِذَا الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرُونَا وَسَمِعُنَا فَارْجَعْنَا نَعْمَلْ صَلَحًا إِنَّا مُوْقُؤْنَ (32:12)

کاش کہ تو دیکھتا جب گنجہار لوگ اپنے رب کے سامنے سرگوں پڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے یا اللہ تم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں لوٹا دے تو ہم یہیک اعمال کریں گے اور کامل یقین رکھیں گے۔

انسان کا گمراں اور گواہ فرشتہ:

وَقَالَ قَرِيْثَةُ هَذَا مَا لَدَيْ عَتَيْدُ (۲۳)

اس کا ہم نہیں فرشتہ کہے گا یہ حاضر ہے جو کہ میرے پاس تھا۔

الله تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ جو فرشتہ ابن آدم کے اعمال پر مقرر ہے وہ اسکے اعمال کی شہادت دے گا اور کہے گا کہ یہ ہے میرے پاس تیار حاضر۔ بلا کم و کاست۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ اس فرشتے کا کلام ہو گا جسے ساق کہا گیا ہے جو اسے محشر میں لے آیا تھا۔

امام ابن حجر ریفرمانتے ہیں میرے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ پیشامل ہے اس فرشتے کو بھی اور گواہی دینے والے فرشتے کو بھی۔

اب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فضیلے عدل و انصاف سے کرے گا۔

الْقِيَـا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَـار عَنِيـد (۲۴)

ڈال و جہنم میں ہر کافر سرکش کو۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب اوپر والے دونوں فرشتوں سے ہو گا۔ لانے والے فرشتے نے اسے حساب کے لئے پیش کیا اور گواہی دینے والے نے کو اسی دے دی تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو حکم دے گا کہ اسے جہنم کی 2گ میں ڈال دو جو بدترین جگہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

مَنَاع لِلْخَيْرِ مُعْتَدِ مُرِيب (۲۵)

جو نیک کام سے روکنے والا حد سے گزر جانے والا اور شک کرنے والا تھا،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر کافر اور ہر جن کے مخالف اور ہر جن کے اواند کرنے والے اور ہر تجھی صدر جمی اور بھلانی سے خالی رہنے والے اور ہر حد سے گزر جانے والے خواہ وہ مال کے خرچ میں اسراف کرتا ہو خواہ بولنے اور چلنے پھر نے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہ کرتا ہو اور ہر شہک کرنے والے اور ہر اللہ کے ساتھ شریک کرنے والے کے لئے یہی حکم ہے کہ اسے کپڑا کر جخت عذابوں میں ڈال دو۔

الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَالْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ (۲۶)

جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنالیا تھا پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر کافر اور ہر جن کے مخالف اور ہر جن کے اواند کرنے والے اور ہر تجھی صدر جمی اور بھلانی سے خالی رہنے والے اور ہر حد سے گزر جانے والے خواہ وہ مال کے خرچ میں اسراف کرتا ہو خواہ بولنے اور چلنے پھر نے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہ کرتا ہو اور ہر شہک کرنے والے اور ہر اللہ کے ساتھ شریک کرنے والے کے لئے یہی حکم ہے کہ اسے کپڑا کر جخت عذابوں میں ڈال دو۔

فَالَّقِيَاهُ رَبَّنَا مَا أطْغَيْنَاهُ وَلَكِنَّ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ (۲۷)

**اس کا ہم نشیں شیطان کہے گا اے ہمارے رب امیں نے گراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی دور
واراز کی گمراہی میں تھا۔**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکا ساتھی کہے گا اس سے مراد شیطان ہے جو اسکے ساتھ منوکل تھا یہ اس کا فرکود کیجھ کراپی برائت کرے گا اور کہے گا کہ میں نے اسے نہیں بہکایا بلکہ یہ تو خود گراہ تھا باطل کو از خود قبول کر لیتا تھا اس کا اپنے آپ مخالف تھا۔
جیسے دوسرا آیت میں ہے:

وَقَالَ الشَّيْطَنُ لِمَا فُضِّيَ الْأُمْرُ

**إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَإِنَّكُمْ وَعَدْتُمْ فَالْخَلْفُ لِمَنْ أَنْ دَعَوْتُكُمْ
فَأَسْتَجِبْتُ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلَوْمُوا أَنفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخُكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخَى إِلَى كَفْرِتُ
بِمَا أَشْرَكْتُمُونَ مِنْ قَبْلُ**

إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (14:22)

شیطان جب دیکھے گا کہ کام ختم ہوا تو کہے گا اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں تو وعدہ خلاف ہوں ہی میرا کوئی زور تم پر تھا ہی نہیں میں نے تم سے کہا تم نے فوراً مان لیا اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنی جانوں کو ملامت کرو۔
ندیں تمہیں کام دے سکوں نہ تم میرے کام اسکو تم جو مجھے شریک ہمارا ہے تھے میں تو پہلے سے ہی اس کا انکاری تھا۔
ظالموں کے لئے المناک عذاب ہیں۔

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيْ وَقْدَ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ (۲۸)

حق تعالیٰ فرمائے گا بس میرے سامنے بھگڑے کی بات مت کرو میں تو پہلے ہی تمہاری طرف
 وعدہ عذاب بخشچ پکا تھا۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ انسان سے اور اسکے ساتھی شیطان سے فرمائے گا کہ میرے سامنے نہ بھگڑو کیونکہ انسان کہہ رہا ہو
گا کہ یا اللہ اس نے مجھے جب کہ میرے پاس نصیحت آچکی گمراہ کر دیا اور شیطان کہے گا یا اللہ میں نے اسے گمراہ نہیں کیا۔
تو اللہ انہیں اس تو تو میں میں سے روک دے گا اور فرمائے گا میں تو اپنی جھٹ کتم کر چکا رسولوں کی زبانی یہ سب باتیں
تمہیں سننا پکا تھا اتنا میں بخشچ دیں تھیں اور ہر ہر طریقے سے اور ہر ہر طرح سے تمہیں سمجھا بجا دیا تھا۔

مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيْ وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ لِّلْعَبِيدِ (۲۹)

میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔

سن جو فیصلہ کرنا ہے وہ میں کر چکا میری باتیں بدلتی نہیں میں ظالم نہیں جو دوسروں کے گناہ پر کسی کو پکڑوں۔ ہر شخص پر جھٹ
تمام ہو چکی اور ہر شخص اپنے گناہوں کا آپ ذمدار ہے۔

جہنم کا اللہ سے ہم کلام ہونا:

يَوْمَ نَثُولُ لِجَهَنَّمَ هَلْ امْتَلَأَتِ ...

جِسْ دَنْ هَمْ دُوْرَخْ سے پوچھیں گے کیا تو بھر چکی؟

... وَتَفْوُلُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ (۳۰)

وہ جواب دے گی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟

چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا جہنم سے وعدہ ہے کہ وہ اسے پر کر دیگا اس لئے قیامت کے دن جو جنات اور انسان اسکے قابل
ہوں گے انہیں اس میں ڈالا جائے گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ اب تو تو پر ہو گئی؟
یہ کہے گی کہ کچھ اور سچھکار باقی ہوں تو انہیں بھی مجھ میں ڈال دو۔

سچھ بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلْ امْتَلَأَتِ؟ وَتَفْوُلُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ فَيَضْعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَدَمَهُ عَلَيْهَا قَنْفُولُ:

قطط

جہنم میں گنگا روزے اسے جائیں گے اور وہ زیادتی طلب کرتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا پس وہ کہے گی بس بس۔

مَنْدِ اَحْمَدْ كَيْ حدِيْثْ مِيلْ يَهْ يَهْيَ هِيْ:

فَيَئْرَوْيِ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَكَوْلُ: فَطْ قَطْ وَعَزَّتَكَ وَكَرَمَكَ.

وَلَا يَرَأُ فِي الْجَهَنَّمَ فَضْلٌ حَتَّى يُنْشَىءَ اللَّهُ لَهَا خَلْفًا أَخْرَى فَيُسْكَنُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي فُضُولِ الْجَهَنَّمَ
اس وقت یہ سست جائے گی اور کہے گی ہیری عزت و کرم کی قسم بس بس۔ اور جنت میں جگد بچ جائے گی یہاں تک کہ ایک نی
خالق کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ اس جگہ کو آباد کرے گا۔
مند ابویعلیٰ میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں:

الله تعالیٰ مجھے اپنی ذات کو قیامت کے دن پہنچوائے کا میں سجدے میں گرپزوں کا اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو گا پھر میں اللہ
تعالیٰ کی ایسی تعریفیں کروں گا کہ کہ اس سے وہ خوش ہو جائے گا۔ پھر مجھے شفا عت کی اجازت دی جائے گی۔

پھر میری امت جہنم کے اوپر کے پل سے گزرنے لگے ابھی بعض تو ناہ کی سی تیزی کے ساتھ گزر جائیں گے بعض تیز کی طرح
قارب ہو جائیں گے بعض تیز گھوزوں سے زیادہ تیزی سے پار ہو جائیں گے پار ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک شخص گھنٹوں چلتا ہوا اکل
جائے گا اور یہ مطابق اعمال کے ہو گا اور جہنم زیادتی طلب کر رہی ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا
پس یہ سست جائے گی اور کہے گی بس بس اور میں خوش پر ہوں گا۔

لوگوں نے کہا خوش کیا ہے؟ فرمایا:

الله تعالیٰ کی قسم اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ مٹھا ہے اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور منک سے
زیادہ خوشبووار ہے۔ اس پر برلن آسان کے ستاروں سے زیادہ ہیں جسے اس کا پانی مل گیا وہ کبھی پیا سانہ ہو گا اور جو اس سے
محروم رہ گیا سے کہیں پانی نہیں ملے گا جو سیراب ہو سکے۔

وَأَزْلَفَتِ الْجَهَنَّمَ لِلْمُقْتَيْنَ غَيْرَ بَعِيدٍ (۳۱)

اور جنت پر ہیزگاروں کے لئے بالکل قریب کر دی جائے گی ذرا بھی دور نہ ہو گی،

الله تعالیٰ فرماتا ہے جنت قریب کی جائے گی یعنی قیامت کے دن جو دونوں ہیں ہے اس لئے کہ جس کا آنے یقینی ہو وہ دونوں میں
صحبا جاتا۔

هَذَا مَا ثُوَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفَظِ (۳۲)

یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

اواب کے معنی رجوع کرنے والا توبہ کرنے والا گناہوں سے انک جانے والا۔

حُفِيظ کے معنی و عدوں کا پابند۔

حضرت مسیح بن عبیر فرماتے ہیں اواب و حُفِيظ وہ ہے جو کسی مجلس میں بیٹھ کر نہ اٹھے جب تک کہ استغفار نہ کر لے جو رحمن سے ہن دیکھے تو رتا ہے یعنی تمہاری میں بھی خوفِ الٰہی رکھے۔

حدیث میں ہے:

وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى خَالِيًّا، فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ
وَبَحِي قِيَامَتِكَ دُنْ عَرْشِ اللَّهِ كَا سَايِّدَ پَارَّے كَأَجْوَهْ تَجْمَعَيِّ مِنَ الْكُوْيَا دَكَرَ— اور اسکی ۲۱ کھیصیں بہرہ لکھیں۔

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقُلْبٍ مُّتَيِّبٍ (۳۲)

جو رحمن کا غائبانہ خوف رکھتا ہوا اور توجہ والا دل لا یا ہو۔

اور قیامت کے دن اللہ کے پاس دلِ سلامت لے کر جائے جو انگلی جانب جکٹنے والا ہو۔

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَلِكَ يَوْمُ الْخَلُودِ (۳۴)

تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔

اس میں یعنی جنت میں چلے جاؤ اللہ تعالیٰ کے تمام عذابوں سے تمہیں سلامتی مل گئی ہے۔

اور یہ بھی مطلب ہے کہ فرشتے ان پر سلام کریں گے۔

یہ **خلود** کا دن ہے یعنی جنت میں ہمیشہ کرنے جا رہے ہو جہاں کبھی موت نہیں جہاں سے کبھی نکال دیجے جانے کا خطرہ نہیں جہاں سے تبدیلی اور ہبیر پھیڑ نہیں۔

لَهُمْ مَا يَشَاؤْنَ فِيهَا وَلَدِينَا مَزِيدٌ (۳۵)

یہ وہاں جو چاہیں کاہے بلکہ ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہاں جو چاہیں گے پائیں گے بلکہ اور زیادہ بھی۔

صحابہ بن منان روایت فرماتے ہیں اس زیادتی سے مراد اللہ کریم کے چہرے کی زیارت ہے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ہر جمح کے دن انہیں دیدار باری تعالیٰ ہو گا بھی مطلب مزیدہ کا ہے۔

مند شافعی میں ہے:

حضرت جرج نیکل سفید آنینہ لے کر رسول اللہ کے پاس آئے جس کے پیوس پیچ ایک نقطہ تھا۔

حضورؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟

فرمایا یہ جو دن ہے جو خاص آپ اور آپ کی امت کو بطور فضیلت کے عطا فرمایا گیا ہے۔ سب لوگ اس میں تمہارے پیچھے ہیں یہ بودھی اور نصاریٰ بھی۔ تمہارے لئے اس میں بہت کچھ خوبی برکت ہے۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے مل جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اسکا نام **یوم المزید** ہے۔

حضورؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟

فرمایا تیر— رب نے جنت الفردوس میں ایک کشادہ مکان بنایا ہے جس میں مطلقی نیلے ہیں، جس کے دن اللہ تعالیٰ جن جن فرشتوں کو چاہے اتارتا ہے۔ اسکے اوگر گلوری منبر ہوتے ہیں جن پر انہیاء رونق افروز ہوتے ہیں شہدا، اور صدیق اور اگر انکے پیچے ان مطلقی ٹیلوں پر ہوں گے۔

الله عز وجل فرمائے گا میں نے اپنا وعدہ تم سے سچا کیا اب مجھ سے جو چاہو ماگو یا ذاگے۔

یہ سب کہناں گے ہمیں تیری خوشی اور رضا مندی مطلوب ہے، اللہ فرمائے کامیاب تو میں تمہیں دے چکا۔ میں تم سے راضی ہو گیا اس کے سوا بھی تم جو چاہو گے پاؤ گے اور میر— پاس اور زیادہ ہے۔

پھر یہ لوگ جس کے خواہش مندر ہیں گے کیوں کہ انہیں بہت سی نعمیں اسی دن ملتی ہیں، ہی دن ہے جس دن تمہارا رب عرش پر مستوی ہوا سی دن حضرت آدم پیدا کئے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔

مند احمد میں ہے حضور اکرم فرماتے ہیں:

جنی ستر سال تک ایک ہی طرف متوجہ ہیخار ہے گا پھر ایک حوارے گی جو اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرے گی وہ اتنی خوبصورت ہو گی کہ اس کے رخسار میں اسے اپنی خصل اس طرح نظر آئے گی جیسے آبدار آئنے میں وہ جو زیورات پہنچے ہو گی ان میں کا ایک ایک اولیٰ موتی ایسا ہو گا کہ جس کی جوست سے ساری دنیا منور ہو جائے۔

وہ سلام کرے گی یہ جواب دے کر پوچھے گا تم کون ہے؟

وہ کہنے گی میں ہوں جسے قرآن میں مزید کہا گیا تھا، اس پر سڑھے ہوں گے، لیکن تاہم اسکی خوبصورتی اور چمک و حکم اور صفائی کی وجہ سے باہر ہی سے اسکی پنڈلی کا کوہہ نظر آئے گا۔ اس کے سر پر جڑا ڈاتا چ ہو گا جس کا اولیٰ موتی مشرق و مغرب کو روشن کر دینے لئے کافی ہے۔

وَكُمْ أَهْلُكُنَا قَبْلُهُمْ مَنْ قَرْنَ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا ...

ان سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو بلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں بہت زیادہ تھیں

... فَنَقْبَوَا فِي الْبَلَادِ هُلْ مِنْ مَحِيصٍ (۳۶)

وہ شہروں میں ڈھونڈتے ہی رہ گئے تاکہ کوئی بھاگنے کا نجکانا ہے؟

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ کفار تو ہیں کیا چیز؟ ان سے بہت زیاد وقوت و طاقت اور اسہاب و تعداد اور لے لوگوں کو اسی جرم پر ہم نہ
و بالا کر پکے ہیں جنہوں نے شہروں میں اپنی یادگاریں چھوڑیں ہیں زمین میں خوب فساد کیا تھا لبے لبے سفر کرتے تھے
بھارے عذاب دیکھ کر بچنے کی جگہ تلاش کرنے لگے مگر یہ کوشش بالکل بے سود تھی۔

إِنَّ فِي ذِكْرِ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ الْفِي السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ (۳۷)

اس میں ہر صاحب دل کے لئے عبرت ہے اور اس کے لئے جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے۔

خدا کی قضا و قدر اور اس کی پکڑ و حکمر سے کون بچ سکتا تھا؟ پس تم بھی یاد رکھو کہ جس وقت میر اعذاب آگیا بظیں جھاکتے رہ
جاوے گے اور بھوکی کی طرح اڑا دینے جاؤ گے۔ ہر علمائے کے لئے اس میں کافی عبرت ہے اگر کوئی ایسا بھی ہو جو بحمد اربی کے
سامنے تھا کان لگائے وہ بھی اس میں بہت کچھ پاسکتا ہے یعنی دل کو حاضر کر کے کافنوں سے بے۔

چھو دن میں ۲ سالان ورز میں بنائے گئے:

وَلَقْدْ خَلْقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنُهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ...

یقیناً ہم نے ۲ سالان اور روز میں اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو صرف چھو دن میں پیدا کر دیا

... وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ (۳۸)

اور ہمیں تھا کان نے چھو تسلک نہیں۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے ۲ سالنوں کو زمینوں کو اور انکے درمیان کی چیزوں کو چھو دن میں پیدا کر دیا اور وہ تھا کہ نہیں۔

اس میں بھی موت کے بعد کی زندگی پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کے ثبوت ہے کہ جو ایسی بڑی مخلوق کو اولاد پیدا کر چکا ہے
اس پر مردوں کو زندہ کرنا کیا بھاری ہے؟

حضرت قیادة کا فرمان ہے کہ ملعون یہود کہتے تھے کہ چھو دن میں مخلوق کو رپا کر خالق نے ساتویں روز آرام کیا اور یہ بخت کا
دن تھا۔ اسی کا نام انہوں نے **يوم الراحت** رکھ چھوڑا تھا۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اس وہی خیال کی تردید کی کہ ہمیں محسن ہی نہیں آرام کیما؟ جیسے اور آیت میں ہے:

**أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الْؤْزَى خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْنِي بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُخْرِي
الْمَوْتَى بَلِّي إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** (46:33)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ وہ ہے جس نے ۲ سالنوں اور زمین کو پیدا کیا اور انکی پیدا کش سے نہ تھا کہ کیا
وہ مردوں کو جلانے پر قادر نہیں؟ ہاں کیوں نہیں وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور آیت میں ہے:

لَخْلُقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (٤٠:٥٧)

البَشَرُ سَمَانٌ وَزَيْنٌ كَيْ بَيْدَ أَكْشَ لِوْكُونْ كَيْ بَيْدَ أَكْش سَهْ بَهْتَ بِرْزِيْ هَيْ -

او آیت میں ہے:

أَعْنَثْ أَشْدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَهَا (٧٩:٢٧)

کیا تمہاری پیدائش زیادہ مشکل ہے یا آسمان کی؟ اے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ...

یہ جو کچھ کہتے ہیں تو اس پر صبر کرتا رہ

... وَسَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طَلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ (٣٩)

اور اپنے رب کی تسبیح تحریف کے ساتھ بیان کرتا رہ سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جھلانے اور انکار کرنے والے جو ساتھے ہیں اسے صبر سے منظر ہوا اور انہیں مہلت دو اگوچھوڑ دو اور سورج نکلنے سے پہلے اور ذو دینے سے پہلے اور رات کو پا کی اور تحریف کیا کرو۔

مراج سے پہلے صبح کی اور عصر کی نماز فرض تھی۔ اور رات کی تجدید آپ اور اپنے امت پر ایک سال تک واجب رہی اس کے بعد آپ کی امت سے جنکا و جو ب منسوخ ہو گیا۔ پس سورج نکلنے سے اور ذو دینے سے پہلے سے مراد فجر اور عصر کی نماز ہے۔

مند احمد میں ہے ہم حنور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا اور فرمایا:

أَمَا إِنَّكُمْ سَتُعَرَّضُونَ عَلَىٰ رَبَّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَهُ هَذَا الْقَمَرُ لَا تُضَامُونَ فِيهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلِبُوا عَلَىٰ صَلَةٍ قَبْلَ طَلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعُلُوا

تم اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاؤ گے اور اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ جس کے دیکھنے سے کوئی وحکم پہلے نہیں پیس اگر تم سے ہو سکے تو خدا وار سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ذو دینے سے پہلے کی نماز میں مغلوب نہ ہو جائی کرو اور یہ آیت پڑھی:

یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

وَمَنِ اللَّيْلُ فَسْبَحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ (٤٠)

اور رات کے کسی وقت بھی اور نماز کے بعد بھی۔

رات کو بھی اسکی تسبیح بیان کریں گی نماز پڑھ جیسے فرمایا:

وَمَنِ الْأَلْيُ فَتَهَجَّدُ بِهِ تَافِلَةً لَكَ عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُودًا (17:79)

رات کو تجوہ کی نماز پر حاکر یہ زیادتی خاص تیرے لئے ہی ہے۔ تجھے تیرارب مقام محمود پر کھڑا کرنے والا ہے۔

مسجدوں کے پیچے سے مراد قول حضرت ابن عباسؓ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کے پاس مغلس مہاجر ہے اور کہا یا رسول اللہ مددار لوگ بلند درجے اور بیشی والی تعظیں حاصل کر سکتے۔

آپ نے فرمایا یہ کیسے؟

جواب دیا کہ ہماری طرح روزہ روزہ بھی کرتے ہیں لیکن وہ صدق وستی ہیں جو تم نہیں دے سکتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں جو تم نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا:

أَفَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا إِذَا قَعَلْتُمُو سَبَقْتُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ قَعَلَ مِثْلَ مَا قَعَلْتُمْ؟

• ثَبَّحُونَ

• وَحَمَدُونَ

• وَنُكَرُونَ

تُبَرَّ كُلُّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَتَلَاثِينَ

او میں تجھیں ایک ایسا عمل تاذیں کہ جب تم اسے کرو تو سب سے آگے بکھل جاؤ اور تم سے افضل کوئی نہ لٹکئے لیکن جو اس عمل کو کرے۔ تم ہر نماز کے بعد تین تیس تین تیس مرتب سخنان اللہ، الحمد لله، اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

وہ پھر آجے اور کہا یا رسول اللہ تھا مدار جمایوس نے بھی آپ کی اس حدیث کو سننا اور وہ بھی اس عمل کو کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا:

ذَلِكَ فَضْلُّ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

يَتَوَلَّ اللَّهَ كَفَّافُهُ بِهِ حَسْنَةٍ يَجِدُهُ دَاءَ

دوسرائقول یہ ہے کہ اس سے مراد مغرب کے بعد کی دور رکعت ہیں۔

مند احمد میں ہے حضور ہر فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پر حاکر تھے۔ بجز فجر اور عصر کی نماز کے۔

اللہ کے ایک حکم سے قیامت آ جائے گی:

وَاسْتَمْعُ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ (۴۱)

اور سن رکھ کر جس دن ایک پکارنے والا قریب ہی کی جگہ سے پکارے گا،

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ (۴۲)

جس روز اس تند و تیز صیحہ کو یقین کے ساتھ سن لیں گے یہ دن ہو گا نکلنے کا۔

حضرت کعب احرار فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دے کا کہ آواز کا گئے کہ اے جسم کے مفترق ایزاوا اللہ تھیں جس ہو جانے کا حکم دیتا ہے تاکہ تمہارے درمیان فیصلہ کرو۔ پس مرد اس سے صورت ہے یہ حق اس نکل اور اختلاف کو مندا دے گا جو اس سے پہلے تایقنوں سے نکل کر ہے ہونے کا دن ہو گا۔

إِنَّا نَحْنُ ثُحْيٰ وَلَمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ (۴۳)

ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھراوٹ کرنا ہے،

ابتداء پیدا کرنا پھر لوٹانا اور تمام خلاائق کو ایک جگہ لوٹانا یہ ہمارے ہی بس کی بات ہے۔

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ...

جس دن زمیں پھٹ جائے گی اور یہ دوڑے ہوئے نکل پڑیں گے۔

اس وقت ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ہم دیں گے۔ تمام بھلائی برائی کا عوض ہر شخص پا لے گا اس دن ساری تخلوق اللہ کے فرمان کے ماتحت دوڑتی ہوئی جلد از جلد میدان محشر میں حاضر ہو جائے گی اسی وقت ہو گا جو کافروں پر بہت ہی خٹ ہو گا۔

فرمان باری ہے:

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَسَتَّحِيْبُونَ بَحْدُهِ وَتَظْلُّوْنَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا فَلِيلًا (۱۷:۵۲)

جس دن وہ تھیں پکارے گا تم اس کی تحریکیں کرتے ہو اب دو گے اور سمجھتے ہو گے کہ تم بہت ہی کم ظہرے۔

... ذَلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ (۴۴)

یہ جمع کر لیتا ہم پر بہت ہی آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دوبارہ کھڑا کرنا ہم پر بہت ہی سہل اور بالکل آسان ہے جیسے اللہ جلالہ نے فرمایا،

وَمَا أَمْرَنَا إِلَّا وَحْدَةً كَلْمَحَ بِالْبَصَرِ (۵۴:۵۰)

ہمارا کام اس طرح یکبارگی ہو جائے گا جیسے آنکھ کا جھپکنا۔

اور آیت میں ہے:

مَا خَلَقْتُمْ وَلَا بَعْثَתُمْ إِلَّا كَفَسٌ وَحْدَةٌ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (31:28)

تم سب کو پیدا کرنا اور مارنے کے بعد جادو بیانیا یا سایی ہے جیسے ایک شخص کا اللہ تعالیٰ بننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ...

یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم بخوبی جانتے ہیں

ارشاد باری ہوتا ہے کہ اے نبی یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ہمارے علم سے باہر نہیں تو اسے ابھیت نہ دے ہم خود نہ لیں گے جیسے اور جگہ ہے:

وَلَقَدْ تَعْلَمُ أَنَّكَ يَضْرِيقُ صَدْرَكَ بِمَا يَقُولُونَ

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (99:15-97)

واثقی ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں بناتے ہیں اس سے آپ تنگ دل ہوتے ہیں سواس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنے پرو رہگار کی پاکی اور تعریف کرتے رہئے اور نہایوں میں رہجے اور موت آجائے تک اپنے رب کی عبادات میں لگ رہئے۔

... وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَارٍ

تَوَانَ پَرْجَرَكَنَ وَالآتِيَنَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو انہیں ہدایت پر جرا نہیں لاسکتا نہ ہم نے تجھے اسکی تکلیف دی ہے۔

یہ بھی معنی ہیں کہ ان پر جرنہ کرنا

پہلا قول اولیٰ ہے کیونکہ الفاظ میں یہ نہیں کہ تم ان پر جرنہ کرو بلکہ یہ ہے کہ تم ان پر جبار نہیں ہو یعنی آپ بلخ ہیں تبلیغ کر کے اپنے فریضے سے سبکدوش ہو جائیے۔

جبر معنی میں اجبار کے بھی آتا ہے۔

فَذَكْرٌ بِالْفُرْقَانِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدٌ (٤٥)

تو تو قرآن کے ساتھ انہیں سمجھاتا رہ جو میرے ذراوے کے وعدوں سے ڈرتے ہیں۔

آپ نصیحت کرتے رہئے جسکے دل میں خوفِ الہی ہے جو اس کے عذابوں سے ڈرتا ہے اور اسکی رحمتوں کا امیدوار ہے وہ ضرور اس تبلیغ سے نفع اٹھائے گا اور راہ راست پر آ جائے گا۔ جیسے فرمایا ہے:

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (40:13)

تجھے پر صرف پہنچا دینا ہے اور حساب تو ہمارے ذمے ہے۔

اور آیت میں ہے:

فَذَكِّرْ إِلَمَا أَنْتَ مُذَكَّرٌ

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسْتَبْطِرٍ (22:88-21)

تو صرف نصیحت کرنے والا ہے کچھ ان پر داروں نہیں۔

تجھے پر ایک ہدایت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہے ہدایت کرتا ہے۔

اور جگہ ہے:

لَئِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (2:272)

تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے راہ راست پر لاکھڑا کرتا ہے۔

اور جگہ ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (28:56)

تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے راہ راست پر لاکھڑا کرتا ہے۔

اسی مضمون کو یہاں بھی بیان فرمایا ہے۔

حضرت قادہؓ اس آیت کو سن کر یہ دعا کرتے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ يَخَافُ وَعِدَكَ وَيَرْجُ مَوْعِدَكَ يَا بَارُ بَرِّ حَمِيمٍ

اے اللہ تو ہمیں ان میں سے کر جو تیری سزاویں کے ذرا وے سے ذرتے ہیں اور تیری نعمتوں کی امید

لگائے ہوئے ہیں اے بہت زیادہ احسان کرنے والے اور اے بہت زیادہ رحم کرنے والے۔

